مولانا محمد اسحاق صدیقی

ہوش میں آئیے اور دین کو بچائیے

حوادث و ظروف پر غور و تعمق کے ساتھ نظر کرنے اور حالات و واقعات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے کی صنعت سے ہماری قوم محروم ہو چکی ہے۔ سطح بینی ہمارا شعار اور جذبات کی رو میں بہنا ہمارا مزاج بن گیا ہے۔ اس مہلک مرض میں مسلمانوں کے مبتلا ہونے کی ذمہ داری قوم کو قیادت خصوصاً اس کے سیاسی اور نیم سیاسی رہنماؤں پر عائد ہوتی ہے۔ عوام مسلمین میں سے تو اب بھی ایسے لوگوں کی خاصی تعداد پائی جاتی ہے۔ جو غور و فکر سے کام لینے کے عادی ہیں اور حالات کی صرف ظاہری شکل کو نہیں دیکھتے بلکہ باطن اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر قائدین ملت میں ایسے افراد کا تقریباً فقدان ہو چکا ہے۔

اصحاب فکر و نظر بالکل مفقود تو نہیں مگر ان کی تعداد اس قدر قلیل ہے، کہ انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ یہ صورت حال تباہ کن اور ہمارے قومی زوال کا بہت اہم اور مؤثر سبب ہے۔ اسکی ہلاکت آفرینی میں اس افسوسناک حالت نے مزید اضافہ کر دیا کہ ہماری قوم کا مزاج فکری کی بجائے جذباتی بن گیا ہے۔ اس میں بھی قائدین کی بے راہ روی اور کوتاہ نظری کو بہت دخل ہے۔ اگر وہ ہوش و گوش سے کام لیکر عوام کی فکری تربیت کرتے رہتے اور ان میں صحیح اجتماعی ذہن کو زندہ رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے تو دشمنان دین کی کوشش کے باوجود امت کا مزاج اجتماعی فاسد نہ ہوتا۔ مگر انہوں نے اسکی کوشش کرنے کی بجائے خود عوام کے جذبات سے کھیلنا اپنا طریق کار بنا لیا۔ بلکہ ان کے جذبات کی پیروی شروع کر دی اور متبوع و مقتدا کی بجائے تابع اور مقتدی بن گئے۔ مسلم قیادت کی عام حالت ایک مدت سے یہی ہے۔ مستثنیات کا انکار نہیں مگر وہ — النادر کالمعدوم کے حکم میں داخل ہیں۔

اسلام پر مخالفین کی یلغار

اس واقعہ سے اختلاف کی جرأت شاید کوئی منافق بھی نہیں کر سکتا کہ دشمنان دین اسلام کو خاکم بدہن

مٹانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، اور ان کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ العیاذ باللہ دین حق دنیا سے ناپید ہو جائے، اس حد تک تو مسئلہ متفق علیہ ہے۔ مگر یہ بات بالکل مبہم ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اسلام کا نام لینے والے گروہ متعدد ہیں جن کے درمیان فروعی نہیں بلکہ ایسے اصولی اور بنیادی اختلافات موجود ہیں کہ اگر ایک گروہ کو مسلمان کہا جائے تو اصولاً دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج اور اس کے ادعائے اسلام کو غلط ماننا پڑے گا۔

فطری طور پر یہ سوال سامنے آتا ہے، کہ مخالفین اسلام کس اسلام کے مخالف اور کسے مٹانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔؟ کس قدر تشویشناک بات ہے کہ ہمارے یہاں مدعیان حمایت و نصرت اسلام میں اغلب اکثریت کا حال یہ ہے کہ وہ بھی اس وہم اور ناگریز سوال پر غور کرنے کی زحمت نہیں گوارا فرماتے غفلت، حقیقت سے گریز، اور نظر کی سطحیت کی یہ مہلک بیماریاں پاکستان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ الاماشاء اللہ کو مستثنیٰ کر کے پورے عالم اسلامی کی قیادت اس میں مبتلا ہے۔ ان لوگوں کو جب اتنا بھی معلوم نہیں کہ حملہ کا رخ کدھر ہے تو مخالفین کی ان دقیق تدبیروں کو کیا سمجھ سکتے ہیں، جو وہ دین حق کو مٹانے کے لئے کر رہے ہیں؟ اور دوست کے بھیس میں دشمن کو کیا پہچان سکتے ہیں۔؟

پیچیدہ صورت حال

قائدین امت کی اکثریت بلکہ اغلب اکثریت کی یہ سادہ لوحی اور سطح بینی امت کیلئے بہت بڑی آفت اور مصیبت ہے۔ مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ مخالفت دین کی صورت بہت پیچیدہ اور الجھی ہوئی ہے۔ مخالفین اسلام کو باعتبار مزاج، اجتماعی افکار، نوعیت ضلال اور طریق اضلال متعدد خانوں میں رکھا جا سکتا ہے۔ ان خانوں کی تعداد خاصی بڑی ہے۔ پھر ان کی تدبیروں میں بھی تنوع کے ساتھ جدت طرازی اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مخالفین و مخالفت کے ان اقسام و کیفیات پر نظر کیجئے تو اندازہ ہو جائے کہ صورت حال کس قدر پیچیدہ اور کتنی بیدار مغزی کی طالب ہے۔؟

حملہ کا رُخ

اسلام کی حمایت و نصرت کا نعرہ بلند کرنے والے اب تک یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ مخالفین اسلام کے حملوں کا رُخ کدھر ہے۔؟ اور وہ کس اسلام کو العیاذ باللہ مٹانا چاہتے ہیں۔؟ یہ لوگ ایک مبہم "اسلام" کی حمایت و حفاظت کا نعرہ بلند کرتے ہیں جس کا عملی دنیا میں درحقیقت کوئی وجود ہی نہیں۔ اسلام تو اس دین کا نام ہے جس کی

تعلیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور جو صحابہ کرامؓ کے ذریعہ تعلیماً وعملاً ونقلاً ہم تک پہنچا۔ مختصر الفاظ میں اسلام درحقیقت دین اہلسنت والجماعت کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے دین کا نام اسلام رکھتا ہے۔ تو یہ اسکی اصطلاح ہے۔ قرآن مبین اور لسان خاتم النبیین نے جس دین کا نام اسلام رکھا ہے۔ وہ وہی ہے جس کا تذکرہ ابھی ہم نے کیا ہے۔ اور جسکا دوسرا نام مذہب اہلسنت والجماعت ہے۔ گویا اہلسنت والجماعت فقط اسلام کی تشریح وتوضیح ہے۔

حالات و واقعات پر نظر کرنے سے یہ بات بالکل روشن ہوجاتی ہے۔ کہ مخالفین اسلام کے حملے کا رخ اسی متعین اسلام کیطرف ہے، نہ کہ کسی مبہم اور مجمل اسلام یا کسی دوسرے ادعائی واصطلاحی اسلام کیطرف دشمنان دین صرف مذہب اہلسنت کے دشمن ہیں اور اسی کو مٹانے کے درپے ہیں۔

طرزِ فکر کی غلطی

اگر آپ صحیح احساس کی نعمت سے بہرہ ور اور اس کے ساتھ حالات سے باخبر ہیں تو اس واقعہ سے بے خبر نہیں ہو سکتے کہ آج دنیا کے کسی خطہ اور ملک میں اہلسنت والجماعت اطمینان وعزت کی زندگی نہیں بسر کر رہے ہیں۔ مصائب کو دفع کرنے اور دشمنان دین کی تدبیروں کا توڑ کرنے کے لئے جو تدبیر بھی وہ کرتے ہیں وہ پٹ پڑتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات مصیبت کو زائل کرنے کی بجائے اس میں اضافہ کا سبب بن جاتی ہے، اس کا سبب درحقیقت یہ ہے کہ ہمارا طرزِ فکر اسلامی نہیں رہا۔ ہم اجتماعی مسائل پر غور وفکر کرنے میں اس ذہن سے کام نہیں لیتے جو دینِ حق نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اور جس سے کام لینے کا حکم ہمیں قرآن و سنت نبی رحیم نے دیا ہے۔ اس وقت اس مسئلے کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔

مختصراً اتنا سن لیجئے کہ قرآن وحدیث نے ہمیں صرف علم ہی نہیں دیا بلکہ سوچنے سمجھنے کا ایک خاص طرز وطریقہ بھی سکھایا ہے۔ اس سلسلہ میں کتاب وسنت کے دو مطالبے ہیں۔

۱۔ اصل مقصد دین ہے۔ اس لئے ہماری ہر حرکت کا مقصد اسی کا غلبہ اور شیوع ہونا چاہئے۔ دنیاوی مقاصد کی حیثیت ضمنی اور تبعی ہے۔ اور وہ خود بخود بھی تبعاً حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان کا قصد ہو بھی تو تابع کی حیثیت سے نہ کہ اصل اور مقصود کی حیثیت سے۔

۲۔ ہر مسئلہ پر قرآن مجید سنت نبوی اور صحابہ کرام کے قول وعمل کی روشنی میں غور کرنا چاہئے۔ یہ ہے دینی طرزِ فکر اور "سنی ذہن" جسے اختیار کرنا کلید کامیابی وسربلندی، اور فلاح وسعادت دارین کا موجب اور جس کا ترک زوال اور خسارے کا سبب۔ یہی ذہن ہمارا قومی ذہن ہونا چاہئے۔ ایک مدت دراز سے

قوم اسے کھو چکی ہے اور اس کے انحطاط و زوال کا اصل سبب یہی ہے۔ اور اسی کے فقدان کی وجہ سے ہم اجتماعی واقعات کی حقیقت اور دشمنانِ دین کی مخالفانہ تدبیروں کو سمجھنے اور ان کے ضرر سے محفوظ رہنے سے قاصر رہے ہیں۔

حقیقی خطرے سے بے خبری

امّت کے نگہبانوں کی پہلی غلطی اور بے خبری کا تذکرہ کر چکا ہوں اور عرض کر چکا ہوں کہ وہ مخالفین اسلام کی مخالفت کو کسی مبہم اسلام یا اسلام کے نام کی مخالفت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ صرف حقیقی اسلام یعنی مذہب اہلسنت والجماعت کے مخالف ہیں۔ ہماری قیادت کی یہ غلط فہمی بہت ہی مہلک اور خطرناک ہے۔ یہی کیا کم تھی چہ جائیکہ وہ ایک اور غلطی میں مبتلا ہیں۔ جو اس سے بھی زیادہ خطرناک اور مہلک ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف کے واضح اشارات، تاریخ کی شہادت اور بکثرت مشاہدات کے باوجود اتنک وجہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ دین پر حملہ کدھر سے ہو رہا ہے۔؟ حملہ آور کون ہے۔؟ اور دینِ حق کو مٹانے کی کوشش دراصل کون کر رہا ہے۔؟ پھر یہ کہ دینِ اہلسنت والجماعت کو العیاذ باللہ ختم کرنے کے بعد اس کا جانشین کس مذہب کو بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔؟ اگر وہ خیالستان سے نکل کر اور آنکھیں کھول کر واقعات وحالات کی روشنی میں اس آخری سوال ہی کا جواب تلاش کرتے تو غفلت کا پردہ چاک ہو جاتا اور حقیقتِ حال ان کے سامنے آجاتی۔

آنکھیں کھولئے

جس وقت سے پاکستان وجود میں آیا ہے، اسوقت سے برابر شیعیت پھیلانے 'والعیاذ باللہ' دینِ حق کو مٹانے اور پاکستان پر چھا جانے کی کوشش شیعوں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ بلکہ درحقیقت اس کوشش کا منصوبہ اس کے بننے سے پہلے ہی بن گیا تھا۔ مسلمانوں نے سخت غلطی کی جو زمامِ قیادت شیعوں کے ہاتھ میں دیدی۔ اس غلطی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس اہم سیاسی مسئلہ پر "سنی دین" سے غور نہیں کیا۔ اس کے ساتھ تاریخ پر بھی نظر نہ کی، اور قومی تجربات سے غفلت برتی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان کا سنی تصور مسخ کر دیا گیا۔

اس مملکت کا وجود میں آنا تھا کہ۔

شیعوں نے شیعیت کے غلبہ اور اسے شیعہ ملک بنانے کی جدوجہد شروع کر دی —— ماضی کی

طویل داستان بخوف طوالت قلم انداز کر کے موجودہ حالات کی طرف اشارے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ جو اس قدر واضح ہیں کہ معمولی فہم کا آدمی بھی انہیں دیکھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ شیعہ اپنے مقاصد کے قریب پہنچ چکے ہیں اور دین حق سخت خطرے سے دوچار ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ پاکستان میں شیعہ باعتبار تعداد بہت قلیل ہیں۔ مگر ہر سرکاری محکمہ میں انکی تعداد انکی آبادی کی نسبت سے بہت زائد ہے۔ بکثرت کلیدی عہدوں پر قابض ہیں۔ اور حکومت تقریباً انہیں کے قبضہ میں ہے، مرکز اور صوبوں کے وزراء کا مذہب معلوم کریجئے تو آپکو معلوم ہو جائے کہ شیعہ وزارتوں پر کسطرح چھائے ہوئے ہیں۔

حقوق اہلسنت غصب کرنے کا عمل ابھی جاری ہے۔ اور قابل ولائق سنی عہدیداروں اور ملازموں کا مختلف طریقوں سے اخراج کر کے شیعوں سے ان کی جگہ پُر کرنے کا کام بہت تیزی سے ہو رہا ہے۔ یہ کس جذبہ اور منصوبے کے ماتحت ہو رہا ہے۔؟ اور شیعوں کے عزائم کیا ہیں؟ اس کا اندازہ کرنے کے لئے ہفت روزہ شیعہ لاہور کے ایک مضمون کے چند ٹکڑے نقل کرتا ہوں۔ مضمون نگار کوئی سید سرفراز حسین صاحب ریٹائرڈ پی سی ایس ہیں۔ وہ اخبار شیعہ لاہور مورخہ ۸ر اگست ۱۹۷۰ء شمارہ ۲۹، ۳۰ میں شیعہ نوجوانوں سے کہتے ہیں:

"چونکہ ہمارے ائمہ اپنے تمام ہمعصروں سے علم میں بڑھے ہوئے تھے[۱] اس واسطے ہمیں بھی اپنے تمام ہمعصروں سے علم میں فوقیت حاصل کرنی چاہیئے۔"

"سائنس ڈاکٹری، انجینرنگ اور دیگر بیشمار علوم میں شیعہ لڑکوں کو چاہیئے کہ انکے حصول میں نمایاں امتیازی حیثیت حاصل کریں مقابلہ کا امتحان مختلف ملازمتوں کے واسطے دیں اور انہیں اپنے دماغ کی وجہ سے حاصل کریں۔ گورنمنٹ آپکو اعلیٰ عہدے دینے کیلئے مجبور ہو جائے گی، پھر دیکھئے کہ آپکے دینیات کا مسئلہ اور جلوس وغیرہ نکالنے کے مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔"

"اس دنیا میں رہنے کے لئے دنیاوی وجاہت ضروری ہے، مگر اپنی قلیل تعداد کیوجہ سے ایک جمہوری سلطنت میں مشکل ہی سے کوئی وزارت یا اور عہدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ فقط علم کے زور پر ہی آپ فوقیت حاصل کر سکتے ہیں۔"

---

[۱] یہ دعویٰ بالکل باطل اور لغو ہے۔ شیعوں کے مزعومہ آئمہ کے معاصرین میں بکثرت حضرات علم میں ان پر فوقیت رکھتے تھے۔

منقولہ بالا عبارت کو پڑھیئے اور اہلسنت خصوصاً ان کے قائدین کی بے حمیتی، غفلت اور بے حسی کا ماتم کیجئے، جسکی وجہ سے آج یہ حالت ہوگئی ہے کہ ملازمتوں میں نالائق و ناقابل شیعوں کو بھی قابل و لائق اہلسنت پر ترجیح دی جاتی ہے۔ شیعہ لڑکے مضمون نگار مذکور کے مشورۂ مذکورہ پر عمل کریں یا نہ کریں۔ سنیوں کی بے حسی اور غفلت ہی انہیں کامیاب کرنے کیلئے کافی ہے، البتہ مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حد تک شیعہ پاکستان پر چھا چکے ہیں اسی پر بس کرنے کیلئے تیار نہیں، بلکہ ملک کو خالص شیعہ ملک و مملکت بنائے بغیر انہیں چین نہ آئیگا۔ دینیات اور جلوس کا تذکرہ اس چیز کی تصریح ہے۔ کہ اس غلبہ سے مقصد شیعہ مذہب کو پھیلانا اور اسے پورے پاکستان پر مسلط کرنا ہے۔

سنی قائدین و زعماء ملت سے سوال ہے کہ آپکی سمجھ میں اب بھی کچھ آیا یا نہیں۔؟ اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ۔؟ پھر اسرائیل کی مثالیں دے کر موصوف اپنی بات کی توضیح کرتے ہیں:۔

"مثلاً امریکہ میں اسرائیلیوں کو دیکھیں اگرچہ عیسائیوں کے مقابلہ میں انکی تعداد کم ہے، مگر انہوں نے اتنے قابل عالم فاضل اشخاص پیدا کئے ہیں، جنہوں نے کئی ایجادیں کی ہیں، اور اپنے علم کیوجہ سے دوسروں پر چھاتے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ امریکہ میں پریزیڈنٹ بننا مشکل ہے۔ جبتک اسرائیلی ان کی مدد پر نہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ عرب میں امریکہ ان کی مدد کیلئے مجبور ہے۔"

عبارت کسی شرح کی محتاج نہیں۔ اس سے روشن ہے کہ شیعہ پاکستان کی سیاست پر کسی طرح حاوی ہونا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ تقریباً پورے طور پر حاوی ہو چکے ہیں۔ اور جو کسر باقی رہ گئی ہے، وہ پوری کرنے کیلئے پوری کوشش کر رہے ہیں۔

اسرائیل ان کیلئے صرف نمونہ نہیں ہے، بلکہ ان کا معاون و مددگار بھی ہے۔ اور ان کا منصوبہ اسرائیلی منصوبہ کا جزو ہے۔ چند سطروں کے بعد انشاء اللہ اسکی وضاحت کروں گا۔ پہلے مضمون نگار موصوف کی تمثیل مذکور کی تکمیل ملاحظہ فرمائیے بسلسلہ تذکرہ اسرائیل منقولہ بالا سطور کے بعد لکھتے ہیں:۔

"اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ تجارت بھی ان کے ہاتھ میں ہے، آپ بھی دیانتدارانہ کاروبار اختیار کریں شروع میں تو تکلیف ہوگی، مگر بالآخر آپکی ساکھ بندھ جائے گی اور آپ ایک صحیح اسلامی نمونہ پیش کر سکیں گے، اور یہی ہماری فوقیت کا باعث ہوگا۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے! اہلسنت پر فوقیت حاصل کرنے کا جذبہ کتنا شدید ہے کہ صرف سیاسی فوقیت پر اکتفا کرنے کیلئے تیار نہیں بلکہ ملکی معاشیات پر بھی پورا پورا قبضہ جمانا چاہتے ہیں، واضح رہے کہ مضمون مذکور

یا اسطرح دوسرے مضامین جو شیعوں کی طرف سے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ شیعوں کے سمند آز کے لئے صرف مہمیز کی حیثیت رکھتے ہیں، ورنہ پاکستان پر شیعیت مسلط کرنے کا سلسلہ تو اسی وقت سے جاری ہے۔ جب سے پاکستان وجود میں آیا۔

اس سلسلہ میں مشرقی پاکستان کا وجود سنگ گراں تھا اسی منصوبہ کے ماتحت اسے الگ کرکے راستہ صاف کیا گیا۔ اس کے بعد سے کوشش کی رفتار اور بھی تیز ہوگئی۔ اور اب شیعوں کو اپنی منزل مقصود قریب نظر آرہی ہے۔ آثار منزل اس قدر واضح ہیں کہ اندھا بھی دیکھ سکتا ہے۔ مگر ہمارے سنی قائدین و علماء نے تصور اتحاد بین المسلمین کی افیون اتنی زیادہ مقدار میں کھائی ہے کہ اس کے نشہ کیوجہ سے انہیں وہ نشانات نظر نہیں آتے۔ سیاست و نظم مملکت پر شیعوں کے تسلط کا تذکرہ گذشتہ سطروں میں کرچکا ہوں وہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے جسے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ داخلی و خارجی سیاست پر شیعی چھاپ کو دیکھنے کیلئے تو معمولی غور و فکر کی بھی ضرورت ہے۔ مگر سرکاری ملازمتوں میں شیعوں کا غلبہ تو مشاہدہ ہے جس کے لئے ادنیٰ تامل کی بھی ضرورت نہیں۔

شیعیت مسلط کرنے کی کوشش

اپنی اس پوزیشن سے شیعہ پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور حکومت کی قوتوں کو شیعیت کے تسلط اور مسلک اہلسنت کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ جو سنی سرکاری محکموں میں موجود ہیں وہ عموماً بے حمیت یا دین سے غافل ہیں۔ انہیں صرف اپنی ملازمت کی فکر ہے۔ دین کی کوئی قدر اور فکر انہیں نہیں۔ اسکی ایک بڑی وجہ دین سے ناواقفیت ہے۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ سنیت اور شیعیت میں کیا فرق ہے۔ ؟ نہ وہ صحیح معنیٰ میں اسلام سے واقف ہیں وہ مسلمان کے گھر پیدا ہوگئے، اس لئے مسلمان ہیں۔ اور سنی خاندان میں ہونے کیوجہ سے سنی ہیں وہ یقیناً مسلمان ہیں، اور زمرۂ اہلسنت میں داخل مگر سنی ذہن یعنی دینی طرز فکر سے محروم ہیں اس لئے وہ نہ تو شیعوں کی تخریبی چالوں کو سمجھ سکتے ہیں نہ ان کا توڑ کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدھ جو حساس اور دینی شعور رکھتے ہیں وہ ہر وقت زوال کے خطرے میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ شیعہ ملازمین حکومت ملک میں غلبہ شیعیت اور تخریب سنیت کیلئے کیا کاروائیاں کر رہے ہیں؟ اسکی تفصیل موجب طوالت ہے۔ جن لوگوں کو ان سے یا ان کے متعلقہ محکمہ سے سابقہ پڑتا ہے۔ وہ اس سے خوب واقف ہیں۔ یہاں بطور نمونہ ابلاغ عامہ کے محکمہ کو پیش کرتا ہوں جو اس نقطۂ نظر سے بہت اہم اور مؤثر ادارہ ہے۔ اور جس کی شیعیت نوازی کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے بلکہ کرتا ہے۔

ریڈیو اور ٹی وی ابلاغ عامہ کے اہم ذرائع ہیں اور ان پر شیعوں کا پورا پورا تسلط ہے اور معمولی ذہن و فکر

کا آدمی بھی محسوس کرتا ہے۔ کہ ان دونوں ذرائع کو شیعیت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے پورے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ بہت ہوشیاری کیساتھ شیعی افکار کو دوسرے افکار میں آمیز کر کے اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ ناواقف سنی اس سے متاثر ہو جائیں، اور اس سے واقف سنیوں کیلئے بھی اسکی گرفت دشوار ہو۔ اور اگر گرفت بھی کی جائے تو اسکی قباحت کم سمجھ اور دین سے ناواقف سنیوں کے ذہن نشین کر دینا مشکل ہو۔ ابلاغ عامہ کے ذرائع میں اخبارات کی اہمیت مخفی نہیں۔ ان اخبارات کا تذکرہ نہیں جو شیعوں کے ہاتھ میں ہیں وہ تو دھڑلے کیساتھ شیعیت کی اشاعت کر رہے ہیں، اور بیباکی کیساتھ ایسے مضامین بھی شائع کرتے رہتے ہیں، جو اہلسنت کیلئے سخت دلآزار ہوتے ہیں۔ ذکر ان اخبارات کا ہے جو مکمل طور پر اہلسنت کے قبضے اور ملکیت میں ہیں۔ ان پر شیعوں کا ایسا کنٹرول ہے کہ کیا مجال جو کوئی مضمون ان کی مرضی کے خلاف شائع کر سکیں، یہی نہیں بلکہ ان سنی اخبارات میں شیعوں کے مذہبی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اور مضمون نگار کی شیعیت کیطرف اشارہ تک نہیں ہوتا یہ مضامین بڑے زہریلے ہوتے ہیں۔ مگر زہر کیپسول میں بند کر کے دیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تقیہ کا رنگ گہرا کرنے کے لئے بعض صحابہ کرامؓ کیلئے مدح و ستائش کے کلمات بھی لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اسطرح یہ سلو پوائزن ناواقف اہلسنت کے حلق سے اتر جاتا ہے۔ اور اگر تریاق میسر نہ ہو تو ایک مدت کے بعد اسے شیعیت تک پہنچا سکتا ہے۔ کتابوں، کتابچوں، تقریروں، ماتمی جلسوں اور جلوسوں وغیرہ ابلاغ عامہ کے سب ذرائع اور طریقے شیعہ مذہب کی اشاعت اور مذہب اہلسنت کو مٹانے کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں، اگر دیدہ بینا ہو تو آدمی خود دیکھ سکتا ہے۔ بیان و تفصیل کی حاجت نہیں۔

نصابِ دینیات

ہماری غفلت و بے حسی سے فائدہ اٹھا کر شیعوں نے سرکاری تعلیم گاہوں میں اپنی مذہبی تعلیم کا اجراء منظور کروالیا۔ حالانکہ یہ چیز بالکل اصولی جمہوریت کے خلاف اور عدل و انصاف سے بعید ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اہل سنت کیلئے جو نصاب تجویز ہوا ہے اسے تجویز کرنے میں بھی شیعہ شریک ہیں۔ حالانکہ سنی نصاب مقرر کرنے والی کمیٹی میں شیعوں کا کیا کام۔؟ اور انہیں کیا حق ہے کہ وہ ہمارے کسی دینی معاملے میں دخل دیں۔؟ سنی طلبہ کیلئے جو نصاب مقرر کیا گیا ہے، اس پر مفصل تنقید کر چکا ہوں، وہ شیعیت نہیں پیدا کرتا تو سنیت بھی نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ ذہن کو شیعیت قبول کرنے کیلئے تیار کر دیتا ہے۔ اس میں قدرے ترمیم کی گئی ہے جس پر بعض حضرات بہت خوش ہیں، اور اسے اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن یہ محض خوش فہمی بلکہ خود فریبی ہے ـــــ نصاب کا مزاج اب بھی نہیں بدلا۔ دوسرے یہ کہ کچھ دنوں کے بعد اس ترمیم کو بھی

کالعدم کر دینے کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ نصاب کمیٹی کے ارکان میں شیعہ بدستور موجود ہیں۔ یہ سخت قابلِ اعتراض اور خلاف انصاف بات ہے۔ شیعوں کے نصاب دینیات میں ان کا خود ساختہ کلمہ بھی موجود ہے، جو اہلسنت کیلئے دلآزار اور تکلیف دہ ہے۔ اسے نصاب میں داخل کرنا اہلسنت کی حق تلفی اور ان پر ظلم ہے، اگر بقول شیعہ حضرت علیؓ کی ولایت و وصایت جزو ایمان ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ لوگ اہلسنت کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں جو وضاحت کی گئی ہے، وہ محض فریب ہے۔ اور جو سنی بھائی اس سے مطمئن ہو کر اسے اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں وہ خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ شیعوں نے صرف یہ کہا ہے، کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر" کافر مسلمان ہوتا ہے۔" مگر یہ نہیں کہا کہ "مومن" ہو جاتا ہے۔ ان کے نزدیک مسلم اور مومن میں فرق ہے، اور ایک شخص بیک وقت مسلمان اور کافر دونوں ہو سکتا ہے۔ پھر اگر مومن ہونے کے لئے حقیقی کلمہ کافی ہے تو ان کے مصنوعی کلمہ کی ضرورت بلکہ اس کے لئے وجہ جواز کیا باقی رہ جاتی ہے۔؟

ہمارا افتراق

اس وقت جبکہ مخالفین اسلام کا نرغہ ہے۔ اور اسلام یعنی مذہب اہلسنت کو مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہماری باہمی نا اتفاقی اور جنگ و جدل بہت افسوسناک اور خطرناک ہے۔ آج شیعیت کی یلغار کے ساتھ ساتھ لامذہبیت، تجدد، تحریف دین، مرزائیت، وغیرہ بہت سے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ کہیں اہل حدیث واحناف باہم دست و گریباں ہیں اور کہیں بریلوی و دیوبندی تو تو میں میں" میں مبتلا۔ یہ حالت یقیناً بہت خطرناک ہے۔ جن حضرات کے دل میں دین کا درد ہے، وہ اس کیفیت کو دیکھ کر بے چین ہو رہے ہیں، اور دل سوزی کے ساتھ اس افتراق و جدال کو روکنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ مگر ان کی کوشش مخلصانہ ہونے کے باوجود غور و فکر کی قوت سے محروم ہے۔ دلسوزی کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس افتراق پر گہری نظر ڈال کر اس کے حقیقی سبب کو دریافت کرتے اس کے بعد اسے زائل کرنے کی تدبیر سوچتے، مگر وہ واقعات کو سطحی انداز سے دیکھتے ہیں، اور حقیقی سبب کو نظر انداز کر کے اس کے سائے کے پیچھے دوڑتے ہیں، ایک کلیدی سوال یہ ہے کہ مختلف فیہ مسائل کا وجود تو مدت دراز سے ہے۔ آخر اس اختلاف کا جوش آج ہی کیوں پیدا ہوا۔؟ بعض بریلوی حضرات نے جو یکایک حضرات اکابر دیوبند کے خلاف الزام تراشی، اور بہتان طرازی شروع کر دی۔ اس کا جدید محرک کیا ہے۔؟ ان کی باسی کڑھی میں یکایک کیوں ابال آیا؟ چولہے میں آگ کس نے سلگائی۔؟ جسکی وجہ سے یہ ابال آیا۔

اگر فہم و بصیرت کا ایک ذرہ بھی موجود ہے۔ تو صاف نظر آئیگا کہ افتراق کی ڈوریاں شیعوں کے ہاتھ

میں ہیں، اور یہ سب سبائی ذہانت کے کرشمے ہیں، اہلسنت کے درمیان افتراق اور جنگ وجدال کا بیج انہوں نے ڈالا اور اب اس شجرہ خبیثہ کی پرورش اور آبیاری پوری دریا دلی کے ساتھ کر رہے ہیں، البتہ یہ سب پردے کے پیچھے رہ کر ہوتا ہے۔ پردے کے باہر آکر اتحاد بین المسلمین کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ یہ سبائیوں کی قدیم تدبیر ہے۔ وہ ہمیشہ اسی چال سے کام لیکر اہلسنت کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کی سنہری روپہلی مصلحتیں اس افتراق سے وابستہ ہیں، وہ ہماری اپیلوں پر کیسے کان دھر سکتے ہیں۔؟ اور جنگ و جدل سے کیسے باز آسکتے ہیں۔؟ سبائی مقاصد کو پورا کرنا انکی روزی کا ذریعہ ہے۔ وہ اسے کس طرح خیر باد کہدیں؟ اہلسنت کے اس باہمی افتراق کا علاج اتحاد کی اپیل نہیں بلکہ اس کا علاج عوام کو صحیح خطرے سے آگاہ کرنا، اور ان میں دینی شعور پیدا کرنا ہے جسکی تفصیل انشاء اللہ آگے چل کر پیش کی جائے گی۔

امریکہ و روس کا منصوبہ

اسرائیلی منصوبہ کی طرف اشارہ کر چکا ہوں اسکی تفصیل یہ ہے کہ مملکت اسرائیل میں تو صرف یہود حکمران ہیں اور وہ خالصتہً یہودی مملکت ہے۔ مگر امریکہ اور روس میں بھی یہود کی خاصی تعداد آباد ہے۔ وہ اگرچہ باعتبار تعداد تو دونوں جگہ بہت اقلیت میں ہیں مگر اپنی چالبازیوں اور تدبیروں سے دونوں ملکوں کے نظم و نسق اور انکی سیاست پر چھائے ہوئے ہیں، اور صرف امریکہ و روس ہی نہیں بلکہ پورے یورپ کی سیاست بھی یہود کے ہاتھ میں ہے۔

اسلام کو العیاذ باللہ مٹانے اور اسلامی دنیا پر غلبہ و تسلّط حاصل کرنے کیلئے انہوں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ دنیائے اسلام پر شیعوں کو مسلط کر دیا جائے اور ان کے توسط سے اس پر اقتدار حاصل کیا جائے۔ اس کا تازہ اور بہت واضح نمونہ مقتل لبنان ہے۔ جہاں شامی شیعوں اور خود لبنانی شیعوں نے یہود اور مسیحیوں سے مل کر فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام کیا۔ اور ان پر وہ مظالم ڈھائے جنہیں سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہماری بے خبر قوم کو شاید اسکی بھی خبر نہ ہو کہ شام پر شیعہ مسلط ہو چکے ہیں۔ اور اس کا درندہ صفت صدر حافظ الاسد پکا شیعہ ہے۔ یہود کا منصوبہ یہ ہے کہ شام میں لبنان کا شیعی آبادی والا حصہ ملا کر ایک وسیع تر شیعی سلطنت قائم کی جائے، دوسری طرف شوکت کیانی کو بھی دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ رفتہ رفتہ دونوں منصوبے تکمیل کو پہنچ رہے ہیں۔ شام پر شیعی تسلّط اسی پر فریب نعرۂ اتحاد کا تلخ اور مہلک نتیجہ ہے۔ اسی جادو سے پاکستان سے اہل سنت کو مسخر کیا جا رہا ہے۔ مگر ہماری قوم کی بدنصیبی ہے کہ اسکی قیادت خود فریبی اور حقائق سے چشم پوشی کی عادی ہے۔ اسی لبنان کے المیہ کے بارے میں ایک اخبار کے مدیر نے اس واقعہ ہائلہ کو کمیونسٹوں کے سر تھوپ کر

شیعوں کی طرف سے توجہ ہٹانے کی گمراہ کن کوشش کی ہے۔ حالانکہ حافظ الاسد کا رافضی ہونا تو بدیہی اور تسلیم شدہ واقعہ ہے، البتہ کمیونسٹ ہونا مدیر موصوف کا دعویٰ ہے جس کا ثبوت وہ قیامت تک نہیں پیش کر سکتے۔

روس کے زیر اثر ہونا کمیونسٹ ہونے کے مترادف نہیں، افغانستان بھی روس کے زیر اثر ہے، مگر اسے کمیونسٹ ملک کوئی نہیں کہہ سکتا پھر یہ کہ کمیونسٹ ہونے اور شیعہ ہونے میں کوئی تعارض و تضاد بھی نہیں۔ جوش ملیح آبادی کمیونسٹ بھی ہے۔ اور بہت غالی شیعہ بھی۔ درحقیقت شیعیت کے تسلط کا خطرہ صرف پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام کیلئے سب سے بڑا خطرہ اور سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ پاکستان میں سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کی قیادت شیعوں کے ہاتھ میں ہے۔ جنہوں نے مصلحتاً بطور تقیہ سوشلزم اور کمیونزم کا لبادہ پہن لیا ہے۔ مقصد وہی شیعی اقتدار اور شیعیت کو پاکستان پر مسلط کر کے اسے شیعہ ملک بنانا اور دین حق کو مٹانا ہے۔ خود فریبی کی یہ مثال تنہا نہیں۔ ہمارے قائدین کا یہ مرض مزمن ہو چکا ہے۔ اور یہ عادت طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔ انکی اسی عادت کی وجہ سے ہمارے تصور کا پاکستان نہ بن سکا مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں شیعی سازش اتنی نمایاں تھی کہ اندھا بھی ٹٹول کر معلوم کر سکتا تھا۔ مگر ہمارے قائدین کو اس میں مرزائی تو نظر آگئے لیکن شیعہ نہ دکھائی دیئے۔

مرزائی یقیناً اس میں شریک تھے مگر شیعوں کے تابع تھے۔ اصل منصوبہ شیعوں ہی کا تھا، اور انہی نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ مرزائیوں کی تکفیر کی تحریک اٹھی ان میں دو چار شیعہ بطور تقیہ اپنے گروہ کی مصلحتوں کے پیش نظر ہمارے ساتھ ہو گئے تھے، وہ تو ان حضرات کو دکھائی دیئے، مگر ان چالیس شیعوں کو انہوں نے بالکل نظر انداز کر دیا جنہوں نے اسی زمانہ میں مرزائیوں کی حمایت میں بیان دیا تھا، ان میں علماء و اکابر شیعہ شامل تھے۔ اور ان کا یہ بیان ریڈیو سے بھی نشر ہوا تھا، اس طرح اہل سنت کو بیوقوف بنا کر اپنا نصاب منظور کرا لیا۔ اور مرزائیوں سے بھی دوستی قائم رہی۔

سائے پر حملہ

جو مسلمان دین کی فہم اور اسکی محبت رکھتا ہے، وہ سوشلزم و کمیونزم کے باطل اور سراپا فریب و ضلال نظریات سے یقیناً نفرت کرے گا۔ ہماری مجرمانہ غفلت اور عاصیانہ طرز عمل کی وجہ سے پاکستان میں بھی دو لہو گمراہ کن نظریات کے داعی اور مبلغ موجود ہیں۔ یہی نہیں بلکہ سوشلزم پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔ اور بہت سے کاروبار نیشنلائز کئے جا چکے ہیں۔ جو باقی ہیں انہیں بھی حکومت کے قبضے میں لینے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ بلکہ اس کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مدارس عربیہ دینیہ، مذہبی مکاتب

اور مساجد کو بھی نیشنلائز کر کے حکومت کے کنٹرول میں لانے کا بھی آغاز کر دیا گیا ہے۔ بعض دینی عربی مدارس اور مساجد پر تو قبضہ بھی کیا جا چکا ہے۔ مگر مقبوضہ مساجد، مدارس، اور مکاتب کی پوری فہرست دیکھ جائیے اس میں شیعوں کی کسی مسجد یا ان کے کسی مدرسہ یا مکتب کا نام نظر نہ آئے گا۔ آخر اسکی کیا وجہ۔؟

ہمارے قائدین ملت کو اس پر غور کرنے کی نہ حاجت محسوس ہوتی ہے نہ فرصت ملتی ہے، ان کا پورا زور بیان کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کی مذمت میں صرف ہو جاتا ہے۔ مگر ان گروہوں کی نقاب اُلٹ کر ان کی اصل صورت دیکھنے کی کوشش بھی نہیں فرماتے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سائے پر حملہ آور ہیں۔ اس شئے کو نہیں دیکھتے جسکا یہ سایہ ہے۔ شیعوں کے پیش نظر یہ مقصد بھی ہے کہ سنی سائے کی طرف متوجہ رہیں۔ اور شیعوں کی طرف توجہ نہ کریں۔ تاکہ انکی غفلت سے فائدہ اٹھا کر شیعہ اور شیعیت ملک پر مسلط ہو جائے، اس مقصد کو حاصل کرنے کا کام اور ان کی تقلید کرنے والوں کے سپرد ہے۔ جو سوشلزم اور کمیونزم کی یلغار کو حقیقت سے کئی گنا زائد دکھا کر شیعہ سنی مسئلہ کیطرف سے اہل سنت کی توجہ ہٹانا چاہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انہیں مدیر صاحب نے جسکا تذکرہ اوپر گذرا جس کتاب سے الحاد و زندقہ کے نمونے نقل کئے ہیں اسکی اشاعت کو تقریباً بیس سال گذر چکے ہیں۔ اس کے جوابات بھی شائع ہو چکے، اور اس کے اثرات بھی تقریباً مردہ ہو چکے۔ مگر موصوف نے اس طرح اس کا تعارف کرایا ہے۔ کہ گویا وہ زندقہ کی کسی تازہ لہر کا انکشاف کر رہے ہوں۔ کیا یہ مغالطہ دہی نہیں۔

سوشلزم اور کمیونزم کا اصل مقصد

سوشلزم اور کمیونزم دونوں کا وجود یہودی ذہن کا رہین منت ہے۔ اس قوم کا ذہن تخریبی ہے، اور مزاج مفسد، ان کے تعمیری کاموں میں بھی تخریب کا عنصر پوشیدہ ہوتا ہے۔ ان دونو نظریوں کے پیش کرنے والوں کے پیش نظر دراصل دو مقصد تھے۔

اول مذہبی رجحانات و جذبات کو تباہ کر کے مسیحیوں کے دل سے یہود کے خلاف نفرت و عداوت کو زائل کر دینا۔ واقعہ یہ ہے کہ مسیحی یہود سے بجا طور پر سخت عداوت رکھتے تھے، اور ان کے ساتھ بہت تذلیل و تحقیر کا برتاؤ کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ انہیں جانی و مالی نقصانات بھی پہنچاتے رہتے تھے۔ یہ صورت حال صدیوں تک قائم رہی۔ اسے ختم کرنے کیلئے مارکس وغیرہ یہودی مفکروں نے یہ دونو نظریات پیش کئے۔ تاکہ مسیحی معاشیات میں مشغول ہو کر مذہبی جذبات و تعصبات کو خیر باد کہہ دیں۔ اور ہمارے ساتھ گھل مل جائیں۔ اور قوم یہود ان کے مظالم سے نجات پا جائے۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ یہود باوجود اقلیت دنیا کی سیاست اور

معاش پر حاوی ہو جائیں، اور دنیا کی دولت کھینچ کر ان کی قوم کے ہاتھوں میں آجائے ـــ ان دونوں مقصدوں میں وہ کامیاب ہوئے۔

اس کے ساتھ یہ ملحوظ رکھئے کہ ان دونوں نظریوں کی دعوت مردہ ہو چکی ہے۔ تجربہ نے انکی قلعی اتار دی، اور ان کا کھوٹا ہونا واضح کر دیا۔ ان کی ناکامی تو روشن ہو گئی مگر ان کا نام بد ابھی تک روشن ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر یہود اسے دوسرے ممالک میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ درحقیقت اب دونو باطل نظریوں کا مصرف یہی باقی رہ گیا ہے۔ یعنی فساد انگیزی اور فتنہ پردازی ان نعروں سے کام لے کر یہ لوگ ملک میں کسی ایسی جماعت کو برسر اقتدار کر دیتے ہیں جو ان کے اشاروں پر حرکت کرتی ہے، اور اس کے واسطے سے اس ملک کی سیاست و معیشت ان کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔

امریکہ اور روس دونو یہود کے مضبوط گڑھ ہیں، یہ تو سب جانتے ہیں کہ دونو ملکوں کے سیاسی و معاشی نظام الگ الگ اور باہم متضاد ہیں، لیکن یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ سرمایہ دار ملک ہونے کے وجود امریکہ بھی دوسرے ملکوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے سوشلزم اور کمیونزم کی تحریک چلاتا ہے۔ اور اس طریقہ سے وہاں اپنی مرضی کے مطابق حکومت قائم کر کے اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے۔

پاکستان میں یہ تحریکیں امریکہ ہی کی سرپرستی میں چل رہی ہیں۔ خیر ہمیں اس وقت اس بحث کی ضرورت بھی نہیں کہ یہاں ان تحریکوں کی درآمد کہاں سے ہوئی۔ کہنے کی بات یہ ہے کہ ان کا مقصد پاکستان میں شیعوں کا اقتدار قائم کر کے ان کے ذریعہ سے اپنے مقاصد حاصل کرنا ہے۔ جن میں سے ایک بہت بڑا اور اہم مقصد دین حق یعنی ملت اہل سنت والجماعت کو تباہ کرنا ہے۔ سیل بلا کا منبع ماسکو ہو یا نیویارک اس پر کنٹرول یہود ہی کا ہے، اور انہیں کا ذہن اس کے پیچھے کارفرما ہے۔ یہاں ان کے قائم مقام سبائی ہیں جن کے ہاتھوں میں تحریک کی باگ ہے۔ جو لوگ سوشلزم اور کمیونزم کی مخالفت کرتے ہیں۔ مگر سبائیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ درحقیقت سائے سے جنگ کر رہے ہیں اور اصل سے غافل ہیں۔ اس کا ایک بدیہی ثبوت یہ ہے کہ کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کے رسائل و اخبارات میں صحابہ کرامؓ پر تنقید اور انکی تنقیص بکثرت ملے گی۔ لیکن محرم کے شیعی مراسم پر تنقید یا ان کی تضحیک کبھی نہ ملے گی۔ حالانکہ یہ مراسم عقل و دانش اور اصول اخلاق کے بھی خلاف ہیں اور فساد انگیز بھی۔ علیٰ ہذا کمیونسٹوں کے ملحدانہ نقطۂ نظر سے حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی بعض باتیں بھی اسی طرح قابل اعتراض ہیں جسطرح بعض دوسرے صحابہ کرامؓ کی۔ مگر آپ کو ان کے رسائل و اخبارات میں ان حضرات پر کہیں بھی تنقید نظر نہ آئے گی۔ کیا یہ اسکی علامت نہیں کہ کمیونزم کے پردے میں شیعی ذہن کام کر رہا ہے۔؟

سندھی، مہاجر، تعصبات کا زہر اگلنے والے اور اس پردے میں الحاد و زندقہ کی اشاعت کرنے والے بھی یہی شیعہ ہیں یا شیعوں کی پشت پناہی انہیں حاصل ہے۔ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت اس لئے پھیلائی جارہی ہے کہ وہ خلافت مبارکہ بنی امیہ کے مقرر کردہ سپہ سالار تھے۔

مختصر یہ کہ ان سب تخریبی تحریکوں اور فتنوں کو چلانے والا ذہن سبائی ذہن ہے جسکا مقصد اہلسنت میں گمراہی اور خلفشار پھیلانا، ان کے درمیان افتراق پیدا کرنا، اور شیعہ سنی مسئلہ کیطرف سے اہل سنت کی توجہ ہٹانا ہے۔ تاکہ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اقتدار پر قبضہ کیا جائے ـــ ایک ہفتہ وار کے جن مدیر صاحب کا اوپر تذکرہ ہوا وہ ان چیزوں کو بھی کیمونسٹوں کے سر تھوپ کر اس طرح مطمئن ہو گئے۔ گویا انہوں نے کوئی بہت اہم انکشاف کیا ہو۔ حالانکہ درحقیقت وہ خود فریبی کا شکار ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اس میں مبتلا کر رہے ہیں ـــ سوشلزم کی جو عملی شکلیں ہمارے ملک میں ظاہر ہو رہی ہیں ان پر غائر نظر ڈالئے تو نیشنلائزیشن، شیعائزیشن کے مترادف معلوم ہوگا۔ اور تو اور ہمارے اوقاف بھی انہی کے قبضہ میں ہیں۔ اسی کا ایک شعبہ مساجد و مدارس دینیہ پر قبضہ ہے۔ دیکھنے کی بات ہے۔ کہ ابتک جتنے مدارس دینیہ و مساجد کو سرکاری تحویل میں لیا گیا ہے۔ وہ سب اہلسنت کے ہیں۔ کسی شیعہ مسجد یا مدرسہ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا گیا۔ ان کے علاوہ اس وقت شیعوں کیطرف سے اہل سنت پر جو زیادتیاں ہو رہی ہیں وہ بہت ہی تشویشناک ہیں۔ جگہ جگہ فساد انگیزی کر کے سنیوں کو جانی و مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ حکومت پر تسلط کی وجہ سے پولیس بھی شیعوں کا ساتھ دیتی ہے۔ اور ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرتی۔ بلکہ اُلٹا سنیوں ہی کے خلاف کیس بنا دیتی ہے۔ بکثرت مقامات پر یہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اخبارات پر سنسر ہے، اس لئے ان میں یہ خبریں نہیں آتیں۔

اہل سنّت کا فرض

دین حق کی حفاظت ہر سنّی کا فرض ہے، شیعہ سنی اتحاد کے ہم بھی حامی ہیں۔ مگر اتحاد کے معنی یہ نہیں کہ ہم اپنے دین کا نقصان اور العیاذ باللہ اس کا خاتمہ گوارا کرلیں۔ یا ہم اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائیں، یا پاکستان کو شیعہ ملک و مملکت بنانا گوارا کرلیں۔ اہل سنت نے اپنی لاکھوں جانوں اور اپنے مال کی قربانی دیکر پاکستان اس لئے نہیں بنایا تھا کہ اسے شیعوں کے سپرد کر دیں گے، اور خود ان کی محکومی میں بسر کریں گے۔

الحمدللہ سنّی عوام میں بیداری کے آثار نمایاں ہیں، اب اتحاد کے فریب میں انہیں نہیں مبتلا کیا جاسکتا۔ الحمدللہ کہ بیداری اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ ایران کے ایک شیعہ مولوی صاحب اسکی اطلاع پا کر بے چین

ہو گئے اور انہوں نے

ذریعہ تار اہلسنت کی بیداری پر اپنے کرب و اضطراب سے مطلع کیا۔ نے

جواب میں انہیں یہ اطلاع دیکر تسکین دی کہ ابھی اتحاد بین المسلمین کے پرانے سبائی جادو کو جگانے اور کام میں لانے والے ان کے علاوہ اور بھی موجود ہیں۔ اور ہم اہلسنت کو بیوقوف بناکر خودکشی پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ شیعوں کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ اور انشاء اللہ دین حق یعنی مذہب اہلسنت غالب ہو کر رہے گا۔ پاکستان خالص سنی مملکت بنے گا۔ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْن۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ شیعہ سنی مسئلہ کو جو ایک ناقابل انکار اور بدیہی حقیقت ہے۔ ہر سنی تک پہنچایا جائے۔ اور اسکی اس قدر اشاعت کی جائے کہ کوئی سنی اس سے بے خبر نہ رہے۔ مسئلہ موضوع مجالس بن جائے۔ اور ہر گلی کوچہ میں اس کا تذکرہ ہو۔ تاکہ ہر سنی سمجھ جائے کہ شیعوں یا شیعہ نوازوں کو اپنا نمائندہ یا اپنے اوپر حاکم بناکر مسلط کر دینا دینِ حق کے حق میں زہر قاتل ہے۔ اور دینِ حق کی حفاظت ہر سنی کا فرضِ اولین اور جان و مال کی حفاظت کے فرض سے بدرجہا زائد اور اہم فرض ہے۔ اگر اہل سنت اپنے دین کی حفاظت کا عزم کر لیں تو دنیا کی کوئی طاقت دینِ حق کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

دوسری اہم ضرورت اسکی ہے کہ عوام اہلِ سنّت کو دینِ حق یعنی مذہب اہلِ سنّت کے خصوصیات و امتیازات سے آگاہ کیا جائے، اور ان غلط افکار سے ان کے ذہن کو پاک کیا جائے جو شیعی پروپیگنڈے کی وجہ سے ان کے ذہن میں پھیل گئے ہیں۔ تمام سنی بھائیوں سے تیسری بات یہ کہنا ہے۔ کہ انہیں اپنے سنّی سیاسی قائدین سے خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور ان علماء دین سے جو اس اہم مسئلہ سے چشم پوشی کر رہے ہیں، سوال کا حق ہے اور انہیں پوچھنا چاہیئے کہ آپ حضرات ہماری سیاسی یا دینی قائد ہیں۔ آپ نے آج تک دین اہل سنّت اور حقوق اہلِ سنّت کے تحفظ کے لئے کیا کیا۔؟ اور اب کیا ارادہ ہے۔؟ آپ جس اسلام کے تحفظ کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اور جس نظام شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں وہ کونسا اسلام ہے۔؟ قرآن و سنّت اور صحابہ کرامؓ کا اسلام؟ یا کوئی سکالرانہ اسلام جو آپ کا خود ساختہ ہے۔؟ اگر آپ دین اہلسنت کی حفاظت نہیں کر سکتے اور ان کے حقوق کی حفاظت نیز ان کے مغصوبہ حقوق کی بازیابی کیلئے کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھا سکتے تو ہماری قیادت سے ہاتھ اٹھا لیجئے۔ اور ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنی قیادت کسی اور کے سپرد کریں۔ جو سنّی ذہن رکھتا ہو اور قومی مسائل کو اسی ذہن سے سوچے۔

ہوش اور عزم کی ضرورت

سنّی علماء، سنّی قائدین سیاسی، سنّی عوام، سب سے مجھے کہنا ہے کہ دینِ حق کے برابر کوئی چیز بھی

عزیز اور قیمتی نہیں، جان و مال عزت وجاہ، سب چیزیں اس کے سامنے ہیچ در ہیچ ہیں۔ اس وقت اس کے لئے خطرہ عظیمہ در پیش ہے۔ اگر اس وقت آپ بیدار نہ ہوئے، اور دشمنان دین کے غفلت انگیز، حمیت کش، اور گمراہ کن نعروں اور ان کی سخن آرائیوں سے متاثر ہو کر اپنی غلط روی اور بے حمیتی پہ قائم رہے تو یاد رکھئے کہ دین حق کی نعمت آپ سے چھین لی جائے گی، اللہ تعالیٰ غنی ہے، اور اس کا بھیجا ہوا دین بھی ہم سے مستغنی ہے۔ دین کو ہماری حاجت نہیں، ہمیں دین کی حاجت ہے۔ اگر آپ اسکی حفاظت کی فکر اور کوشش نہ کریں گے۔ تو یہ نعمت عظیمہ آپ سے چھین لی جائے گی۔ اور العیاذ باللہ پاکستان بلکہ دنیائے اسلام سے دین حق یعنی دین اہل سنت والجماعت رخصت ہو جائیگا،

اگر ہم ملک پر شیعوں اور مرزائیوں کے سیاسی وانتظامی تسلط کو اسی طرح گوارا کرتے رہے، جسطرح آج کر رہے ہیں، تو دین و دنیا دونوں کا سخت خسارہ ہوگا۔ اور ذلت و پستی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پاکستان کے اہل سنت کو بیدار ہونا چاہیئے، بلکہ ساری دنیائے اسلام کے اہل سنت کو شیعیت و مرزائیت کے تسلط سے خبردار اور اس کے مقابلہ کے لئے بیدار کرنا چاہیئے۔

بقیہ: حافظ شیرازیؒ

کی تشریح فرما کر، مستشرقین کے اہتمام تلقین مے پرستی کو نہ صرف مضحکہ خیز ثابت کر دکھایا ہے، بلکہ اہل استشراق کی فلسفہ دانی کی حقیقت بھی ظاہر فرما دی ہے، انہی جوہر شناس کی "عرفان حافظ" کے متعلق یہ رائے ہے،

"دیوان حافظ کی پر جوش و مرد افگن شراب نے بھی بہت سے بے احتیاط مے نوشوں کو راہ سے بے راہ کر دیا تھا۔ بدگمانوں کو تو اس شراب معرفت پر شیراز کے بادۂ انگور کا شبہ ہوا، اور بے احتیاط خوش گمانوں نے اس سے اباحت کی تعلیم حاصل کی کہ ؎

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

حضرت حکیم الامت کی نگاہ معرفت اس تیز و تند شراب کے "منافع و اثم" سے پوری طرح باخبر تھی، حضرت نے عرفان حافظ کے نام سے اسکی ایسی شرح لکھی کہ اس پھول سے ہر کانٹا الگ ہو گیا۔

ع ساقی پلائے پھول تو کانٹا نکال کے

حضرت علامہ کی اسی رائے گرامی کی تصدیق کو دل چاہے تو "عرفان حافظ" حاضر ہے، کھولئے اور دیکھئے عیاں را چہ بیان !!